مسلمان عوام کے غور و فکر کے لئے
اسلام
اور
قبروں کے عرس
علامہ محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانیؒ
محمد صدیق کرنالیؒ
سکریٹری سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں و کشمیر
جمعیۃ منزل، بربرشاہ، سری نگر ۱۹۰۰۱ کشمیر

محمد صدیق کرنائی

سکریٹری سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں وکشمیر

جمعیۃ منزل بربرشاہ، سری نگر۔ ۱۹۰۰۱ (کشمیر)

مفت برائے تقسیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایک دردمندانہ گزارش

آج الحاد اور خدا فراموشی کا ایک پرفتن دور ہے روحانی اور اخلاقی قدروں کو پامال کیا جا رہا ہے۔ انسان جو اشرف المخلوق تھا ارذل المخلوق بنا ہے۔ زن، زر اور زمین کے لالچ نے انسان کو انسان کا شکاری بنا دیا ہے۔ ایٹم بموں میزائلوں اور کیمیاوی ہتھیاروں کے موجدوں نے خون انسانی کو ارزاں کر دیا ہے۔ اس پر تعجب کی بات یہ کہ یہی الحاد پسند اور سفاک دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے یہ کہتے پھرتے ہیں کہ دنیا میں کوئی جھگڑا، نزاع اور اختلاف ہے تو وہ صرف مذہب کی وجہ سے ہے اس لئے مذہب کو دنیا سے ختم کیا جانا ضروری ہے اس مکروہ پروپیگنڈے کا سب سے بڑا ہدف ونشانہ اسلام کو بنایا جا رہا ہے اس اسلام کو جو پوری انسانیت کے لئے امن وسلامتی کا پیغامبر ہے جس اسلام کا پیغمبر رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جس نے اس ٹریجڈی کے علاوہ دوسری الم انگیز بات یہ ہے کہ مسلمان اپنے دین ومذہب سے بے اعتنائی برت رہا ہے سنت رسول اللہ جس پر اسلام کی پوری عمارت کھڑی ہے' سے انحراف کر رہا ہے خصوصاً ہماری نئی نسل جو جدید تعلیم سے آراستہ ہو رہی ہے لادینی افکار ونظریات سے متاثر ہو کر ننگ اسلام بن رہی ہے۔ ایسے حالات میں قرآن وسنت کی تعلیمات کو عام کرنے کی کس درجہ ضرورت ہے محتاج بیان نہیں سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ کا قیام اسی لئے عمل میں لایا گیا ہے تاکہ اس کے ذریعہ ایسا لٹریچر فراہم کیا جائے جو نہ صرف مسلمانوں کے لئے بلکہ پوری انسانیت کیلئے باعث ہدایت ورحمت ہو۔ خالق ومخلوق کے تعلقات کو استوار کر کے الحاد وزندقہ شرکیات وبدعات، ظلم وناانصافی، فحاشی وعریانی اور دوسری برائیوں کے زہر کو زائل کرنے میں مؤثر ثابت ہو۔ حق تعالیٰ شانہ ہمیں اس نیک مقصد میں کامیابی عطا فرمائے۔

سیکریٹری

سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں وکشمیر
جمعیۃ منزل، بربرشاہ
سری نگر ۱۹۰۰۰۱ کشمیر

وَصَلَّى اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمْ

پیش لفظ

عملی زندگی میں شریعت کی اتباع ہر مسلمان کا فرضِ اوّلین ہے مگر تعجب ہے کہ بعض لوگ آں حضرت فداہ ابی وامی صلی اللہ علیہ وسلم سے ادعائے محبت کے باوجود آپؐ کے اسوۂ حسنہ اور خیر القرون کے طرزِ عمل کو مشعلِ راہ نہیں بناتے بلکہ خیر القرون کے بعد ایجاد شدہ بدعات کو ـــــ جسے شریعت میں بدترین کام (شر الامور) کہا گیا ہے ـــــ اپنانے میں سرگرمی دکھاتے ہیں! ـــــ یہ "بڑی گیارہویں" یہ "میلاد النبی" کے گھوڑوں اور اونٹوں پر بڑے بڑے جلوس وغیرہ وغیرہ ـــــ کیا چودھویں صدی سے پہلے بھی کبھی بحیثیت مسئلہ ان کا وجود تھا؟ کیا کتاب وسُنّت اور کتبِ فقہ حنفیہ وغیرہ میں ان عرسوں کے نام کا کوئی بھی مسئلہ موجود ہے؟ جنھیں شریعت کے یہ نادان دوست، بزرگوں کے "مزارات" پر ہر سال رچاتے ہیں!

خدارا ذرا سوچیئے کہ جب تک ایک مسئلہ کا نام ونشان بھی شریعت میں

موجود نہیں تو پھر اس پر عمل درآمد کے لیے کیا وجہ جواز ہے؟

عوام کی خیر خواہی کے لیے زیر نظر کتابچے میں قرآن و حدیث اور بزرگانِ دین کے اقوال کی روشنی میں انہی عُرسوں کی بابت وضاحت کی گئی ہے۔ جو لوگ تعصب سے الگ ہو کر پیش کردہ دلائل کا مطالعہ فرمائیں گے تو امید ہے کہ عُرسوں کی شرعی حیثیت ان پر واضح ہو جائے گی۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت اور مسلکِ صحابہؓ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

ناشر
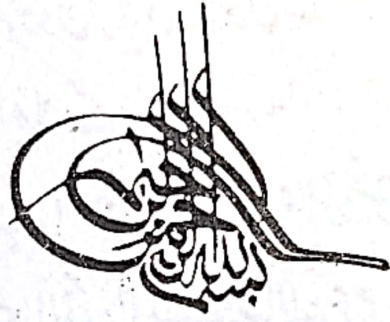
قبروں پر عُرس

عربی لغت کی رُو سے ع ، ر ، س کا مادہ شادی اور اس کے متعلقات میں عام طور پر مستعمل ہے مگر مروجہ تصوف میں "عرس" اس میلے کو کہتے ہیں جو حقیقی اور فرضی قبروں پر سال بہ سال رچایا جاتا ہے۔

شرک اور مشرکین کی تاریخ شاہد ہے کہ امم سابقہ کی گمراہی کے اسباب میں سے ایک بڑا سبب مُردوں کی تعظیم میں غلو اور قبروں کا ناجائز اعزاز بھی تھا۔

قبروں کو مزار بنانے کے مقاصد : مُردوں کی مناسب حُرمت اور قبروں کی مناسب عزت بے شک چاہیئے اور ضرور چاہیئے لیکن اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ قبروں پر عمارات تعمیر کر کے ان کو "مزار" بنا لیا جائے اور نہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کردہ حرمین شریفین کی عزت کرنا مسلمانوں کا فرض ہے اور دور دراز کی مسافت طے کر کے بیت اللہ کی طرف جانا مذہبی فریضہ اور مسجد نبوی کی طرف مسنون ہے۔ وہی درجہ ان قبروں کو دے دیا جائے اور نہ اس

کے لیے کوئی وجہ جواز ہے کہ مُردوں کو اپنی حاجتوں کے برلانے والے سمجھ کر ان کو خداوند حی قیوم کی طرح پکارا جائے۔

بُت پرستی: افسوس ہے! ان مزاروں پر علاوہ فسق و فجور کے یہ کچھ بھی ہوتا ہے کہ مساجد اللہ کی سی تعظیم ان کی بجا لائی جاتی ہے۔ سالانہ عرس (میلے) ان پر منائے جاتے ہیں۔ قبروں کو قبلہ بنا کر نمازیں پڑھی جاتی ہیں۔ مزاروں کے طواف اور ان کو سجدے کئے جاتے ہیں حالانکہ یہ بھی بُت پرستی ہے اور اس کو بھی شرک کہتے ہیں۔ یہی وہ دلدل ہے جس سے اسلام نکالنے آیا اور یہی اوثان پرستی کی جڑ بھی ہے۔ حافظ ابن القیمؒ کہتے ہیں:

ابتداء عبادۃ الاصنام کانت ھی تعظیم الاموات باتخاذ صورھم والتمسح بھا والصلوٰۃ عندھا (اغاثۃ اللہفان ص۱۹۷ جلد اول طبع ثانی)

بت پرستی کی ابتداء مُردوں کی (حد سے بڑھی ہوئی) تعظیم ہی تھی کہ وہ لوگ ان کی تصویر بناتے۔ ان کی قبروں کا مسح کرتے اور ان کی طرف منہ کرکے (یا) ان کے پاس نمازیں پڑھتے۔

قبر پرستی: یہود و نصاریٰ دعوائے توحید کے باوجود اسی بلا میں مبتلا ہو کر شرک کے عمیق گڑھے میں گر گئے اور حق تعالیٰ کے غضب کے مورد بنے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے پانچ دن قبل فرمایا تھا:

اِنَّ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ کَانُوْا یَتَّخِذُوْنَ قُبُوْرَ اَنْبِیَائِھِمْ وَ صَالِحِیْھِمْ مَسَاجِدَ اَلَا فَلَا تَتَّخِذُوا الْقُبُوْرَ مَسَاجِدَ اِنِّیْ اَنْھَاکُمْ عَنْ ذٰلِکَ (صحیح مسلم ص۲۰۱ جلد اول)

تم سے پہلے لوگوں (یہود و نصاریٰ) نے انبیاء و بزرگانِ دین کی قبروں پر مسجدیں تعمیر کیں (یا ان کو سجدہ گاہ بنایا) دیکھو! اس سے تم کو منع کرتا ہوں۔

عرس اور میلے: تعظیم کی ایک صورت یہ ہے جس سے روک دیا گیا ہے۔ دوسری قسم کی تعظیم وہ ہے جو سالانہ عرس اور عید کی صورت میں بطور عبادت بجالاتے تھے۔
شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

اما اتخاذ قبورهم اعياداً فهو مما حرمه الله ورسوله واعتياد قصد هذه القبور في وقت معين والاجتماع العام عندها في وقت معين هو اتخاذها عيداً ملخصاً (اقتضاء الصراط ص۱۸۱)	قبروں کو عید بنانا یہی ہے کہ خاص قصد کر کے ان کی طرف سفر کیا جائے (عبادت یا غیر عبادت کے لیے) وہاں خصوصی اجتماعات کا اہتمام کیا جائے۔

حالانکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حرام فرمایا ہے:
والعيد اذا جعل اسماً للمكان فهو المكان الذي يقصد الاجتماع فيه واتيانه للعبادة عنده، اولغير العبادة كما ان المسجد الحرام والمنىٰ ومزدلفة وعرفة جعلها الله عيداً مثابة للناس يجتمعون فيها وينتابونها للدعاء والذكر والنسك وكان للمشركين امكنة ينتابونها الاجتماع عندها فلما جاء الاسلام محا الله ذلك كله وهذا النوع من الامكنة يدخل فيه قبور الانبياء الصالحين اه
(اقتضاء الصراط ص۱۵۶)

یہ شرف صرف کعبۃ اللہ، مزدلفہ، منیٰ، عرفہ کو ہی حاصل ہے کہ انہیں حق تعالیٰ کی طرف سے "عید" قرار دیا گیا ہے کہ ان دنوں میں دعا، ذکر اور قربانی کی جائے۔

اسی قسم کے شرکیہ مقامات مشرکینِ عرب نے بھی بنا رکھے تھے جنھیں اسلام نے ملیامیٹ کر دیا۔ بڑے سے بڑے نیک لوگوں کی قبریں بھی اسی حکم میں ہیں کہ ان کو "عید" نہ بنایا جائے یعنی ان پر عرس نہ منائے جائیں۔

ہندوؤں کی تقلید : شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ البلاغ المبین میں لکھتے ہیں :

عادتِ آتش پرستاں وہم عادت بت پرستانِ ہند کہ روزے از روزہائے معین در ہر سال عید می کنند ومجمع عام می نمائند۔ پیر پرستاں نیز عید ندیر خم وعرس ہائے قبور بزرگان مقرر کردہ اند کہ ہم چو تعیش آنہا دراں ایام داد عیش و طرب ولہو ولعب می دہند۔ وارواح خبیثہ شیاطین را خورسند ساختہ (البلاغ المبین ص۱۳)

آتش پرستوں اور ہندوؤں کی یہ عادت ہے کہ ایک دن مقرر کر کے (کسی تھان وغیرہ پر) جمع ہو کر عید مناتے ہیں۔ پیر پرست فرقہ نے بھی ان کے قدم بہ قدم کئی عیدیں بنا رکھی ہیں اور آئے دن کسی نہ کسی (فرضی یا واقعی) "بزرگوں کے مزاروں" پر عرس رچائے جاتے ہیں اور ان ہی کی طرح عیش و عشرت کر کے شیطان کو خوش اور بزرگانِ دین کو ناراض کر لیتے ہیں۔

ایک دوسرے مقام پر شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں :

ومن أعظم البدع ما اخترعوا في أمر القبور فاتخذوها عيداً (تفہیمات الٰہیہ ج۲ ص۶۴)

بڑی بدعتوں میں سے یہ بھی ہے کہ قبروں کے متعلق بہت سی باتیں از خود گھڑ لی ہیں اور قبروں کو میلے کی حیثیت دے دی ہے۔

امت کو انتباہ : آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت میں اس بیماری کے آجانے کا ڈر تھا اس لیے کہ انبیاء وصلحاء کی محبت میں غلو سے شرک پیدا ہوتا ہے۔ چنانچہ آپ نے اعلان فرمایا :

يا ايها الناس ... انا محمد بن عبد الله و رسوله و الله ما احب ان ترفعوني فوق ما رفعني الله (مسند احمد عن انس والبدایہ والنہایہ ج ۲ ص ۲۳۲)

لوگو! میں عبداللہ کا بیٹا محمد ہوں اور ہوں اللہ کا رسول ہی۔ واللہ! مجھے ہرگز یہ پسند نہیں کہ مجھے اس درجہ سے بڑھاؤ جس پر مجھ کو اللہ نے سرفراز فرمایا ہے "یعنی نبوت و رسالت"

اپنی قبر کے متعلق بھی امت کو متنبہ فرمایا :

لا تجعلوا قبري عيدا اخرجه ابو داؤد بسند حسن عن ابي هريرةؓ

یعنی میری قبر کو "عید" مت بنائیو۔

علامہ مناوی اس کی تشریح میں لکھتے ہیں :

معناه النهي عن الاجتماع لزيارته اجتماعهم للعيد (عون المعبود ج ۲ ص ۱۷۱)

زیارت کے لیے مت اجتماع کرو جیسے "عید" پر اجتماع کرتے ہو۔

غور کیجیئے کہ آج کل عرسوں پر جو اکٹھ ہوتا ہے، کیا یہ عید جیسا بلکہ اس سے بھی بڑھ کر نہیں ہوتا؟ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں :

هذا اشارة الى سد مدخل التحريف كما فعل اليهود والنصارى لقبور انبيائهم وجعلوها عيدا و موسما بمنزلة الحج (حجۃ اللہ ج ۲ ص ۷۷ طبع منیریہ مصر)

اس فرمان سے تحریف کے دروازے کو بند کرنا مطلوب ہے کہ یہ امت بھی یہود و نصاریٰ کی طرح اپنے بزرگوں کی قبروں کو حج کی طرح موسم اور عید ہی نہ بنا ڈالیں۔

آنحضرتؐ کی دعا :

اللهم لا تجعل قبري وثنا يعبد (اخرجه الامام مالك في الموطا والامام احمد

یا اللہ! میری قبر کو "وثن" بننے سے بچائیو (کہ اس کی پرستش کی جائے)

فی المسند ص۸۷ ج۱۳ طبع ثانی مصر)

کیوں! اس لیے کہ

اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰی قَوْمٍ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَائِهِمْ مَسَاجِدَ (حوالہ مذکور) اس قوم (یہود و نصاریٰ) پر اللہ کا غضب نازل ہوا جنھوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا ڈالا۔

اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی اور آپ کی قبر کو تکوینی طور پر چھپا لیا ورنہ آپؐ کی قبر پرستش کی وجہ سے معاذاللہ "وثن" (بت) بن جاتی۔ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

وقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم اللھم لا تجعل الخ دلیل علی ان القبور قد تجعل اوثانا وھو صلی اللہ علیہ وسلم خاف من ذٰلک فدعا اللہ ان لا یفعله بقبره واستجاب اللہ دعاءه رغم انف المشرکین الضالین الذین یشبهون قبر غیره بقبره (کتاب الرد علی الاخنائی علی ہامش الرد علی البکری ص۲۴۴)

فتح المجید شرح کتاب التوحید میں ہے:

فاجاب رب العٰلمین دعاءه واحاطه بثلاثة الجدران حتی غدت ارجاءه بدعائه فی عزة وحمایة وصیان ودل الحدیث علی ان قبر النبی صلی اللہ علیه وسلم لو عبد لکان وثنا لکن حماه اللہ تعالیٰ بما حال بینه وبین الناس (ص۱۷۸ طبع مصر)

ایک مقام پر شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

وھم دفنوه صلی اللہ علیه وسلم فی حجرة عائشة رضی اللہ عنها خلاف ما اعتادوه من الدفن فی الصحراء لئلا یصلی احد عند قبره ویتخذه

مسجداً فیتخذ قبرہ وثناً (العقود الدریہ ص۲۳۸) یعنی آپ کو چار دیواری میں دفن ہی اس لیے کیا گیا کہ آپ کی قبر "وثن" نہ بننے پائے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں :

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مرضہ الذی لم یقم منہ لعن اللہ الیہود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبیائہم مساجد قالت لولا ذٰلک لابرز قبرہ غیر انہ خشی ان یتخذ مسجداً (صحیح مسلم ص۲۰۱ جلد اول)

اور بقول حافظ ابن القیمؒ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ قبروں کے ساتھ پرستش کی قسم کے معاملات کیے جائیں تو وہ بھی "وثن" ہو جاتی ہے۔ دلّ الحدیث علی ان الوثن ھو ما یباشرہ العابد من القبور والتوابیت التی علیہا (فتح المجید ص۱۶۸)

قبروں کی زیارت : یہ خوب سمجھ لینا چاہیئے کہ شریعت مطہرہ کی رُو سے قبر ہونے کی حیثیت سے سب ہی مسلمانوں کی قبریں ایک جیسی ہیں۔ اصحابِ قبور کے درجے اللہ تعالیٰ کے ہاں بے شک بہ لحاظ مراتب علیہ متفاوت ہیں۔ مگر دنیوی اعتبار سے سب مساوی ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے کسی بھی قبر کی طرف تقربی سفر سے منع فرمایا تاکہ کوئی بھی قبر امتیازی صورت نہ اختیار کرنے پائے۔ وہ حضرت خواجہ معین الدینؒ کی ہو یا حضرت سید جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی، علی ہجویریؒ کی ہو یا شیخ فریدؒ کی۔ غرض کسی بھی بزرگ کی کیوں نہ ہو مندرجہ ذیل صحیح اور مشہور حدیث کی رو سے اس کی طرف جانا ممنوع ہے۔

فرمایا رسول اللہ (صحیحین) لا تشد الرحال الا الی ثلاثۃ مساجد

صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مسجدوں (بیت اللہ، بیت المقدس، مسجد نبوی) کے سوا کسی بھی جگہ کی طرف سفر (برائے تقرب الٰہی) نہ کیا جائے۔

حجۃ الاسلام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

کان اهل الجاهلیة یقصدون مواضع معظمة بزعمهم یزورونها ویتبرکون بها وفیه من التحریف والفساد ومالا یخفی فسد النبی صلی الله علیه وسلم الفساد لئلا یلتحق غیر الشعائر بالشعائر ولئلا یصیر ذریعة لعبادة غیر الله والحق عندی ان القبر ومحل عبادة ولی من اولیاء الله والطور کل ذلك سواء فی النهی اه (حجۃ اللہ ص۱۹۲ جلد ۱)

زمانہ جاہلیت میں لوگ متبرک مقامات کی "زیارت" کے لئے جاتے تھے اس میں چونکہ عبادت غیر اللہ کا دروازہ کھلتا ہے اس لئے بگاڑ کی اس جڑ کو بند کر دیا گیا۔ میرے نزدیک قبریں بھی اس میں داخل ہیں۔ (یعنی ان کی طرف قصد کر کے تقربی سفر جائز نہیں۔)

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

کل من ذهب الی بلدة اجمیر او قبر سالار مسعود اوما ضاهاها لاجل حاجة یطلبها فانه اثم اثما اکبر من القتل والزنا الیس مثله الامثل من کان یعبد المصنوعات اومثل من کان یدعوا اللات و العزی (تفہیمات الٰہیہ ص۴۵ ج۲)

مولانا انور شاہ مرحوم جامع ترمذی پر اپنے املائی حواشی میں فرماتے ہیں:

السفر لزيارة قبور الاولياء كما هو معمول اهل العصر لابد من النقل عليه من صاحب الشريعة (العرف الشذى ص۳۱۵)

(یعنی عرس وغیرہ کے لیے) قبروں (علی ہجویری وغیرہ) کا سفر کرنے پر کوئی دلیل نہیں ہے جیسا کہ ہمارے زمانے میں اس کا رواج ہے۔

حیرت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس قسم کے شرک کے مٹانے کے لئے تشریف لائے، وہی نمایاں طور پر مدعیان محبت محمدی اور نام لیوایانِ اسلام میں ظہور پذیر ہے بلکہ اصل اسلام اور حقیقتِ ایمان اسی "تعظیم اموات" اور "اعزازِ قبور" کو سمجھا جا رہا ہے۔ فليبك من كان باكيا فانا لله وانا اليه راجعون۔

حنفیہ اور صوفیائے کرام کے فتاویٰ : تعجب یہ ہے کہ ان افعال شنیعہ کا ارتکاب کرنے والے تمام حضرات صوفیہ صافیہ کا نام لیتے اور دم حنفی مکتب کی تقلید کا بھرتے ہیں حالانکہ صوفیہؒ کی ہمیشہ یہ کوشش رہی کہ تصوف کا چشمۂ صافی ان بدعات سے آلودہ نہ ہو اور اصحابِ علم و تحقیق حنفیہ کرام واشگاف طور پر مشرکانہ رسوم و عادات کی تردید کرتے رہے ہیں۔

قاضی ثناء اللہ کے ارشادات : چنانچہ مشہور حنفی و صوفی عالم مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ تفسیر مظہری میں فرماتے ہیں:

لا يجوز لاحد ان يقول في امر افتى علماء الشرع على حرمته وكراهته ان مشائخ الصوفية صنعوا كذلك نحن نتبع سنتهم والصحيح ان الصوفية الكرام ما فعلوا قط على خلاف مقتضى الشرع وانما الفساد من جهال اتباعهم ..... (ثم قال) لا يجوز ما يفعل الجهال لقبور الاولياء والشهداء من السجود والطواف حولها واتخاذ السرج والمساجد عليها ومن الاجتماع بعد الحول كالاعياد ويسمونه عرساً (ص۶۸ جلد ۲ تفسیر آیۃ کریمہ قل يا اهل الكتب تعالوا الخ)

یعنی "جس امر کے حرام و ناجائز ہونے پر (کتاب و سنت اور) علمائے امت متفق ہوں۔ اس کے جواز پر فعل مشائخ اور کارروائی صوفیہ سے استدلال درست نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ صوفیہ کرام (امکان بھر) شریعت کی مخالفت نہیں کرتے۔ (اور مخالفت کرنے والا صوفی کہاں رہا) یہ سب خرابی ان کے جاہل مریدوں کی پیدا کی ہوئی ہے اور یہ جو جاہل (پیرومرشد اور مفاد پرست گدی نشین) قبروں پر چراغاں کرتے اور سجدہ طواف بجالاتے اور وہاں مسجدیں بنواتے اور سال بہ سال ان کی قبروں پر عرس کراتے ہیں، یہ قطعاً ناجائز ہے"

اپنی قابلِ قدر کتاب ارشاد الطالبین میں فرماتے ہیں :

قبور اولیاء بلند کردن و گنبد برآں ساختن و عرس و امثال آں و چراغاں کردن ہمہ بدعت است۔ بعضے ازاں حرام و بعضے مکروہ

قبروں کو بلند کرنا، ان پر گنبد بنانا، پھر ان پر چراغاں اور عرسوں کا اہتمام کرنا، سب باتیں بدعت ہیں۔ بعض حرام اور بعض مکروہ۔

مرزا مظہر جان جاناں : قاضی صاحب کے پیر مرزا مظہر جان جاناں فرمایا کرتے تھے کہ برسوم متعارفہ از عرس و چراغاں مقید مباش (مقامات مظہری مصنفہ شاہ غلام علی مجددی ص ۴۴) اور مولانا محمد نعیم اللہ بہرائچی کی مصنفہ مقامات مظہریہ میں یہ فقرہ بھی زائد ہے کہ در ارتکاب آں شناعت بسیار است (الصواعق الالٰہیہ فی الرد علی اللہابیہ صہ ۲۲۸)

شاہ عبد العزیز دہلوی : شاہ عبد العزیز دہلویؒ ایک فتویٰ میں فرماتے ہیں :

جمع شدن بر قبور کہ مردماں یک روز معین نمود و لباسہائے فاخرہ و نفیس پوشیدہ مثل روز عید شادماں شدہ بر قبرہا جمع می شوند رقص و مزامیر و دیگر بدعاتِ ممنوعہ

مثل سجود برائے قبور و طواف کردن قبور می نمائند حرام و ممنوع است بلکہ بعضے بحد کفر می رسند و ہمیں است محمل ایں دو حدیث لاتجعلوا قبری عیداً واللّٰھم لاتجعل قبری وثناً یعبد اھ (ملخصاً) (فتاوی عزیزی ج ۱ ص۴۵)

یعنی قبروں پر سالانہ اکٹھ کرنا اور اس میں عید کی طرح لباس فاخرہ پہن کر جانا، اس میں ناچ، ڈھول، ڈھمکے، ان پر سجدے اور طواف سب حرام ہیں۔ بلکہ ان کے ارتکاب میں کفر تک کا خدشہ ہے۔"

مولانا شاہ محمد اسحاق : مولانا شاہ اسحٰق رح لکھتے ہیں: "مقرر کردن روز عرس جائز نیست" (اربعین مسائل ص۳۸)

شاہ محمد اسحٰق رح نے مایۃ مسائل میں ان پر بڑی نفیس اور مدلل بحث فرمائی ہے۔ (ص۱۵-۱۸)

آخری گزارش

اللہ کے بندوں نے یہ تک غور کرنے کی کبھی زحمت گوارا نہیں فرمائی کہ ہنود کا اپنے معابد و ایام سے تعلق کا جو انداز ہے اس میں اور مسلم قوم کا اپنے بزرگوں کے مزاروں کے ساتھ جو رویہ ہے اور دن منانے کی جو رسم ہے اس میں فرق کیا ہے۔ اگر وہ دیوالی، بیساکھی وغیرہ ایام مناتے ہیں تو یہ شب معراج و مولود مروجہ میں شاغل ہیں۔ اگر وہ گنگا، جمنا وغیرہ جاتے ہیں تو یہ اجمیر، پاکپتن، قبر حضرت علی ہجویری کا حج کرتے ہیں۔ اگر وہ اپنے عیدوں کے دن لہو و لعب میں مشغول ہوتے ہیں تو یہ بھی سرود، قوالی، ڈھول، باجے، عریانی و بے حیائی میں مصروف نظر آتے ہیں اور نہیں سوچتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام زمانی عیدوں کو مٹا کر صرف عیدین — عید الفطر، عید الاضحیٰ — باقی رہنے دیں اور مکانی عیدوں کو مٹا کر ان کی بجائے حج کعبہ، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ کو مقررہ کر دیا۔

سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں و کشمیر

کی جانب سے شائع ہو کر مفت تقسیم ہونے والی کتابوں کی ایک جھلک

۱۔ کلمہ طیبہ
۲۔ اتباعِ رسول ﷺ
۳۔ ہندوستان میں اشاعتِ اسلام
۴۔ شیخ ابن باز کا پیغام مسلمانانِ عالم کے نام
۵۔ حقیقتِ شرک
۶۔ وجود باری تعالیٰ کا علمی ثبوت
۷۔ عقیدۂ توحید
۸۔ ائمہ سلف اور اتباعِ سنت
۹۔ اسلامی عقیدہ
۱۰۔ تبلیغی نصاب اور قرآنی تعلیمات
۱۱۔ تعویذِ محمدی
۱۲۔ اصلی اہلِ سنت کون؟
۱۳۔ شرک کیا ہے؟
۱۴۔ وہ ایک سجدہ!
۱۵۔ قرآن اور جاہلیت
۱۶۔ توحید کیا ہے؟
۱۷۔ فضائلِ قرآن
۱۸۔ ہدایت و ضلالت
۱۹۔ درجات الیقین
۲۰۔ عقیدۂ طحاویہ
۲۱۔ مروجہ بدعات و رسوم کی حقیقت
۲۲۔ اختلاف سنت کے اسباب اور ان کا صحیح حل
۲۳۔ اطاعتِ رسول ﷺ کی شرعی حیثیت
۲۴۔ محفلِ میلاد
۲۵۔ مسلمان اور قبر پرستی
۲۶۔ تصوف کے چہرے مختلف ادوار میں
۲۷۔ مساجد میں شور و غل
۲۸۔ شرعی طلاق
۲۹۔ استنجا اور وضو کے احکام و مسائل
۳۰۔ فوز المرام فی قراۃ فاتحہ خلف الامام
۳۱۔ فلسفۂ قربانی با اصولِ قرآنی
۳۲۔ میں اہلِ حدیث کیوں ہوا۔
۳۳۔ اللہ تعالیٰ کا وجود ذی جود
۳۴۔ خمینی اور تشیع
۳۵۔ احسن الجزا فی تحقیق مسائل العزاء
۳۶۔ حکم النبی بکفر من لا یصلی المعروف بے نماز کا رسالہ
۳۷۔ وہم و رسم اور شریعت
۳۸۔ ازالۃ الاشتباہ عن انوار الانتباہ
۳۹۔ قرآن خوانی اور ایصالِ ثواب
۴۰۔ ماہ ربیع الاوّل اور حب رسول ﷺ کے مظاہرے
۴۱۔ اہلِ تصوف کی کارستانیاں
۴۲۔ ہمارا امام صرف ایک یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
۴۳۔ طوفانِ نوح
۴۴۔ اقوالِ زریں
۴۵۔ تحفۂ صفر
۴۶۔ اسلام میں جرائم کی سزائیں
۴۷۔ پنجسورہ شریف
۴۸۔ قرآنی آیات کا جواب
۴۹۔ مسائل ماہ ربیع الاوّل
۵۰۔ زینت الصلوٰۃ
۵۱۔ تحقیقِ حرف ض (ضاد)
۵۲۔ بدعت اور سنت میں فرق

ملنے کا پتہ: مکتبہ مسلم بربرشاہ سری نگر ۱۹۰۰۰۱ (کشمیر)

ہم وہی اسلام چاہتے ہیں جس کا عملی
نمونہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش
کیا ہے۔
جمعیۃ اہل حدیث جموں وکشمیر
ایک مرتبہ کسی شخص نے امام ابوحنیفہؒ سے معلوم کیا کہ آپ
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی مخالفت کرتے ہیں ؟
امام ابوحنیفہؒ نے جواب دیا :
" ایسے شخص پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو جو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی مخالفت کرے۔ اللہ تعالیٰ
نے ان ہی کے ذریعہ تو ہمیں عزت بخشی ہے اور ان ہی
کے باعث عذاب جہنم سے بچایا ہے۔"
(الانتقاء لابن عبد البر ص ۱۴۰، ۱۴۱)